السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں کافی دنوں تک سعودی عرب کے ایک فارم میں ملازم تھا مگر کسی مجبوری کے پیش نظر نوکری چھوڑ کر وطن آگیا اور صورت حال یہ ہے کہ جس کمپنی میں ملازم تھا اس کمپنی میں میرے نوے ہزار کی رقم جمع تھی جس کو کئی سال کا عرصہ ہوگیا اب اس اگست 1989 کے مہینے میں وہ نوے ہزار کی رقم آگئی ہے تو آن محترم سے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اب اس رقم پر زکوة واجب الادہے یا نہیں ؟

اگر ہے تو کس حساب سے ؟

اور نہیں ہے تو اس کی دلیل کیا ہے ؟ ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کمپنی کی ملازمت چھوڑنے کے کئی سال بعد اس کمپنی کی طرف سے آپ کے نام جو رقم نوے ہزار کی آئی ہے آب نے اس آمد رقم کی بابت کوئی تفصیل نہیں لکھی کہ وہ کس نوعیت کی ہے ۔

وہاں کام کرنے کے زمانے میں کمپنی ہر ماہ آپ کی تنخواہ سے ایک معین مقدار وضع کرکے آپ کے کھاتے میں جمع کرتی رہی ہے تا آنکہ وہ نوے ہزار تک پہنچ گئی اوراب کمپنی نے اسے آپ کے یہاں بھیج دیا ہے اگر مذکورہ رقم کی نوعیت یہی ہے تو آپ اس پوری رقم کے مالک ہیں البتہ اس سے پہلے اسے وصول نہیں کرسکتے اورنہ اس میں کسی قسم کا کوئی تصرف اورنہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے تھے ۔

اس رقم کی دوسری نوعیت یہ ہوسکتی کہ آپ کی کٹوتی کی کل رقم آمدہ رقم نوے ہزرار کا مثلا دو تہائی ہو اور بقیہ ایک تہائی کمپنی نے آپ کے ی حسن کارکردگی کی وجہ سے بطور انہام دی ہو۔ اگر مذکورہ آمدہ رقم کی نوعیت یہ ہے تو آپ انعام والی رقم کے اس کی وصول ہی کے دن مالک ہوئے بخلاف کٹوتی والی رقم کے کہ ے پ شروع ہی سے ہر جمع ہونے والی رقم کے مالک رہے گو اس میں تصرف نہیں کرسکتے تھے ۔

مذکوررہ آمدہ رقم نورے ہزار کی تیسری نوعیت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ کی تنخواہ سے کمپنی ہر ماہ کٹوتی کرکے جو رقم آپ کھاتے میں جمع کرتی رہی ہے کمپنی نے اس پر اتنا سود دیا ہو کہ کل مجموعی رقم نوے ہزار تک پہنچ گئی ۔ اگر واقعہ یہی ہے تو آپ اس صورت میں صرف کٹوتی والی رقم کے مالک ہیں اور سود والی رقم کے مالک نہیں اور آپ کے لئے اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے ۔

تینوں صورتوں میں آپ کی اصل رقم یعنی : کٹوتی والی شرعا زکوة واجب ہے یا نہیں ؟ اورکیا مال ضمار کے حکم میں ہے ؟ اور ضمار کا کیا معنی مفہوم ہے ؟ اور ضمار مال میں شرعا رکوة ہے یا نہیں اورکیا وہ مال ضمار کے حکم میں ہے ؟ اور ضمار کا کیا معنی ومفہوم ہے ؟ اور ضمار مال میں شرعا زکوة ہے یا نہیں ؟ اوراگر اس میں زکوة واجب ہے تو صرف وصولی کے سال کی تمام گزشتہ سالوں کی ؟ پہلے ضمار کے معنے معلوم کیجئے

ابن الاثیر الجزری النہایۃ فی غریب الحدیث (3/100) میں لکھتے ہیں :

المال الضمار : الغائب الذی لایرجی واذارجی فلیس بضمار من اضمرت الشئ : اذا غیبتہ فعال بمعنی فاعل او مفعل انتہی

اور شاہ ولی اللہ دہلوی مصفی شرح فارسی موطا امام مالک میں لکھتے ہیں :

الضمار : ما یتعذر وصولہ کالمغضوب والضال والمجود انتہی معربا

ان عبارتوں سے معلوم ہواکہ مال ضمار غائب ہے جسے کے ملنے اور وصول ہونے کی امید نہ ہو۔ مثلا : جس کے پاس وہ مال ہے وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ اپنے مال کا قرض ادا کرنے کی بوجہ تنگ دستی ومفلسی کے قدرت ہی نہیں رکھتا یا قرضدار قرض کا اقرار واعتراف نہیں کرتا اور اصل مالک کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے یا کسی نے غصب کرلیا ہے یا وہ گم ہوگیا ہے یا چرالیا گیا ہاے ۔

کا اظہر القولین یہی ہے ۔ اوراس بارے میں دوسرا اور مال ضمار میں زکوة کے وجوب وعدم وجوب کے بارے میں فقہاء کے تین قول ہیں : ایک : یہ کہ اس کی وصوب کے بعد تمام گزشتہ سالوں کی زکوة دینی ہوگی امام شافعی قول : یہ ہے کہ مال ضمار میں زکوة واجب نہیں ہے یہی مذہب حنفیہ کا ہے اوراس بارے میں تیسرا قول یہ ہے کہ مال ضمار میں صرف ایک سال یعنی وصول کے سال کی زکوة دینی ہوگی ۔

شاولی اللہ صاب المسوی شرح الموطا 1/227 میں لکھتے ہیں :

اظہر قولی الشافعی أن فی الضمار والدین المؤجل والمتعذر أخذہ ان یجب فیہ اذو جد للاحوال کلہا وقال مالک علیہ زکوة حول واحد مثل قول عمر بن عبدالعزیز وعند ابی حنیفة لاتجب الضمار انتہی

وفی المصفی : فی الضمار ثلاثة اقوال مشہورة : الاول : تجب الزکوة لجمیع السنین الماضیة اذارجع الی صاحبہ والثانی : لاتجب مطلقا والثالث تجب لسنہ واحدة قال : ومنظور الاول ظہور الملک ومنظور الثانی : تعطل النماء ومنظور الثالث :

خوف لاجحاف اذا وجبت لجميع السنين انتهى معربا من الفارسية

وقال ابن قدامه

.الضَّرْبُ الثَّانِي، أَنْ يَكُونَ عَلَى مُعْسِرٍ، أَوْ جَاحِدٍ، أَوْ مُمَاطِلٍ بِهِ فَهَذَا هَلْ تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ؟ عَلَى رِوَايَتَيْنِ؛ إحْدَاهُمَا، لَا تَجِبُ، وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ، وَإِسْحَاقَ، وَأَبِي ثَوْرٍ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ؛ لِأَنَّهُ غَيْرُ مَقْدُورٍ عَلَى الِانْتِفَاعِ بِهِ، أَشْبَهَ مَالَ الْمُكَاتَبِ

وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ، يُزَكِّيهِ إذَا قَبَضَهُ لِمَا مَضَى وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَبِي عُبَيْدٍ، لِمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - فِي الدَّيْنِ الْمَظْنُونِ، قَالَ: إنْ كَانَ صَادِقًا، فَلْيُزَكِّهِ إذَا قَبَضَهُ لِمَا مَضَى وَرُوِيَ نَحْوُهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُمَا أَبُو عُبَيْدٍ وَلِأَنَّهُ مَمْلُوكٌ يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِيهِ، فَوَجَبَتْ زَكَاتُهُ لِمَا مَضَى، كَالدَّيْنِ عَلَى الْمَلِيءِ.

وَلِلشَّافِعِيِّ قَوْلَانِ كَالرِّوَايَتَيْنِ، وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَالْحَسَنِ، وَاللَّيْثِ، وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَمَالِكٍ يُزَكِّيهِ إذَا قَبَضَهُ لِعَامٍ وَاحِدٍ.

وَالْحُكْمُ فِي الْمَغْصُوبِ وَالْمَسْرُوقِ وَالْمَجْحُودِ وَالضَّالِّ وَاحِدٌ، وَفِي جَمِيعِهِ رِوَايَتَانِ؛ إحْدَاهُمَا، لَا زَكَاةَ فِيهِ.

نَقَلَهَا الْأَثْرَمُ، وَالْمَيْمُونِيُّ وَمَتَى عَادَ صَارَ كَالْمُسْتَفَادِ، يَسْتَقْبِلُ بِهِ حَوْلًا وَبِهَذَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيُّ فِي قَدِيمِ قَوْلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ مَالٌ خَرَجَ عَنْ يَدِهِ وَتَصَرُّفِهِ، وَصَارَ مَمْنُوعًا مِنْهُ، فَلَمْ يَلْزَمْهُ زَكَاتُهُ، كَمَالِ الْمُكَاتَبِ وَالثَّانِيَةُ، عَلَيْهِ زَكَاتُهُ؛ لِأَنَّ مِلْكَهُ عَلَيْهِ تَامٌّ، فَلَزِمَتْهُ زَكَاتُهُ، كَمَا لَوْ نَسِيَ عِنْدَ مَنْ أَوْدَعَهُ، أَوْ كَمَا لَوْ أُسِرَ، أَوْ حُبِسَ، وَحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَالِهِ، وَعَلَى كِلْتَا الرِّوَايَتَيْنِ لَا يَلْزَمُهُ إخْرَاجُ زَكَاتِهِ قَبْلَ قَبْضِهِ.

وقال في الهداية:

وَقَالَ مَالِكٌ: إذَا قَبَضَهُ زَكَّاهُ لِحَوْلٍ وَاحِدٍ؛ لِأَنَّهُ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْحَوْلِ فِي يَدِهِ، ثُمَّ حَصَلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي يَدِهِ، فَوَجَبَ أَنْ لَا تَسْقُطَ الزَّكَاةُ عَنْ حَوْلٍ وَاحِدٍ

ولنا قول علی رضی اللہ عنہ لا زکاۃ فی مال الضمار انتہی

ہمارے نزدیک اس بارے میں راجح قول یہ ہے کہ مال ضمار میں زکوۃ واجب نہیں ہے نہ گزشتہ سالوں کی نہ صرف ایک سال کی بلکہ وصولی کے بعد جب اس پر ایک سال گذرجائے تب اس میں زکوۃ واجب ہوگی جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

جس کمپنی میں آپ ملازم تھے اگر اس یہ دستور ہے کہ ملازمین کو نوکری چھوڑنے کے بعد کٹوتی کے ذریعہ ان کی جمع شدہ رقم دیر سویر ضرور دیتی ہے اور ملازمین کو اس دستور کی بنا پر جمع شدہ رقم ملنے کی پوری امید ہوتی ہے اور ملتی بھی ہے تو ایسی صورت میں آپ کی وصول ہونے والی یہ رقم مال ضمار کی قسم سے نہیں ہے۔ آپ کو تمام گذشتہ سالوں کی زکوۃ دینی ہوگی۔ اور اگر کمپنی کا یہ عام دستور نہیں ہے اور تمام ملازمین کو جمع شدہ رقم کے ملنے کی امید نہیں ہوتی تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے اگر کمپنی کسی ملازم کو جمع شدہ رقم خلاف امید دے دے تو اسے اس کی زکوۃ نہیں دینی ہوگی آئندہ جب اس رقم پر ایک سال گزرجائے گا تب زکوۃ دینی ہوگی۔ مکاتیب

کرایہ اور بھاڑے والے مکان یا دوکان سے جو کرایہ کی آمدنی حاصل ہوا اپنی ذاتی یا اس کی مرمت خرچ کرنے کے بعد جب یہ آمدنی نصاب شرعی کے برابر بچ رہے اور اس دن سے اس کا نصاب پورا سال گذرجائے تب اس کی نصاب کی زکوۃ ادا کرنی لازم ہوگی یعنی: کرایہ کی آمدنی کی زکوۃ اسی وقت لازم ہوگی جبوہ خرچ واخراجات کے بعد نصاب کرے برابر رہ جائے اور اس نصاب پورا ایک سال گذرجائے۔ نصاب سے کم میں یا نصاب پر پورا سال گزرنے سے پہلے زکوۃ نہیں ہوگی واللہ اعلم

مکاتیب گنے اور زمین کی دیگر پیاوار میں عشر کا مسئلہ

گنے میں وجوب عشر کےلئے نصاب کی نوعیت اور کیفییت پر کلام کرنے کے ضمن میں ان امور پر غور کرنا مناسب اور مفید ہے

1: گنے میں عشر ہے یا نہیں؟

2: اگر اس میں عشر ہے تو اس کےلئے نصاب کی رعایت ضروری ہے یا نہیں؟

3: اگر نصاب کی رعایت لازم ہے گڑیا راب کے اعتبار سے نصاب ملحوظ و معتبر ہوگا یا نفس گنے میں اور گڑیا راب کا لحاظ نہیں کیا جائے گا ظ

4: اور اگر نفس گنے میں ہی بغیر گڑیا راب کا لحاظ کئے ہوئے نصاب ملحوظ ہے تو کسی طرح؟ یعنی: خود اس کے وزن کے اعتبار سے یا اشیاء مصوصہ اربعہ میں کسی ایک نصاب کی قیمت کے اعتبار سے؟

میرے نزدیک گنے میں عشر واجب ہے بلکہ زمین کی تمام پیداوار میں جس کو آدمی کاشت کرکے زمین سے حاصل کرے (خواہ وہ ازقسم اقوات ہو یا ازقسم ادم۔ ازقسم خضراوات ہو یا ازقسم فواکہ۔ مدخر مکیل ہو یا غیر مکیل) عشر لازم ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ ءامَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ... ٢٦٧ ... سورة البقرة

اور یہ معلوم ہے کہ زکوۃ کو انفاق کے ساتھ تعبیر کیا جاتا چنانچہ ارشاد ہے:

عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ... ٣٤ ... سورة التوبة

دلیل ثانی : وَهُوَالَّذِی أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَعرُوشَاتٍ وَغَیرَ مَعرُوشَاتٍ وَالنَّخلَ وَالزَّرعَ مُختَلِفًا أُکُلُهُ وَالزَّیتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَیرَ مُتَشَابِهٍ کُلُوا مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثمَرَ وَءَاتُوا حَقَّهُ یَومَ حَصَادِهِ ... ١٤١ ... سورة الانعام

قال مالک فی الوطا : اَن ذلک الزکاة واللہ اَعلم

وری البیهقی بأسانیده : عن ابن عباس فی تفسیر قوله تعالی : وَآتُوا حَقَّهُ یَومَ حَصَادِهِ : العشر ونصف العشر

وعن انس وطاوس وجابر بن زید قالو : الزکوة المفروضة قال البیهقی : ویذکر نحوهذا عن سعید بن المسیب وعن محمد بن الحنفیه ومالک بن انس انتهی : 2

وقال الرازی : اختلفوفی تفسیره علی ثلثة اقوال : یرید به العشر ونصفه "والثانی نَّ هَذَا حَقٌّ فِي الْمَالِ سِوَى الزَّكَاةِ ثم ذکر من اختار هذا القول – ثم قال : والثالث : أَنَّ هَذَا كَانَ قَبلَ وُجُوبِ الزَّكَاةِ فَلَمَّا فُرِضَتِ الزَّكَاةُ نُسِخَ هَذَا وَهَذَا قَولُ سَعِیدِ بنِ جُبَیرٍ وَالْأَصَحُّ هُوَ الْقَوْلُ الْأَوَّلُ وَالدَّلِیلُ عَلَیهِ أَنَّ قَولَهُ تَعَالَى : وَآتُوا حَقَّهُ إِنَّمَا یَحسُنُ ذِکرُهُ لَو کَانَ ذَلِکَ الْحَقُّ مَعلُومًا قَبلَ وُرُودِ هَذِهِ الْآیَةِ لِئَلَّا تَبقَى هَذِهِ الْآیَةُ مُجمَلَةً

» وَقَد قَالَ عَلَیهِ الصَّلَاةُ/ وَالسَّلَامُ : « لَیسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ

فَوَجَبَ أَن یَکُونَ الْمُرَادُ بِهَذَا الْحَقِّ حَقَّ الزَّكَاةِ.

قال الجصاص : وروی هذا القول عن جابر بن زید و محمد بن الحنفیه وزید بن اسلم وقتاده انتهی

وبسط فی ترجیحه بدلائل ثم قال : وَلَمَّا ثَبَتَ بِمَا ذَکَرنَا أَنَّ الْمُرَادَ بِقَولِهِ : { وَآتُوا حَقَّهُ یَومَ حَصَادِهِ } هُوَ الْعُشرُ، دَلَّ عَلَى وُجُوبِ الْعُشرِ فِي جَمِیعِ مَا تُخرِجُهُ الْأَرضُ إِلَّا مَا خَصَّهُ الدَّلِیلُ ; لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَد ذَکَرَ الزَّرعَ بِلَفظِ عُمُومٍ یَنتَظِمُ لِسَائِرِ أَصنَافِهِ ، وَذَکَرَ النَّخلَ -وَالزَّیتُونَ وَالرُّمَّانَ ثُمَّ عَقَّبَهُ بِقَولِهِ : { وَآتُوا حَقَّهُ یَومَ حَصَادِهِ } وَهُوَ عَائِدٌ إِلَى جَمِیعِ الْمَذکُورِ، فَمَنِ ادَّعَى خُصُوصَ شَیءٍ مِنهُ لَم یُسَلَّم لَهُ ذَلِکَ إِلَّا بِدَلِیلٍ، فَوَجَبَ بِذَلِکَ إِیجَابُ الْحَقِّ فِي الْخُضَرِ وَغَیرِهَا وَفِي الزَّیتُونِ وَالرُّمَّانِ انتهی

وقال الرازی قوله تعالی :

قَولُهُ تَعَالَى : وَآتُوا حَقَّهُ یَومَ حَصَادِهِ بَعدَ ذِکرِ الْأَنوَاعِ الْخَمسَةِ وَهُوَ الْعِنَبُ وَالنَّخلُ وَالزَّیتُونُ وَالرُّمَّانُ یَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ الزَّكَاةِ فِي الْكُلِّ وَهَذَا یَقتَضِي وُجُوبَ الزَّكَاةِ فِي الثِّمَارِ کَمَا کَانَ یَقُولُهُ أَبُو حَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

فَإِن قَالُوا : لَفظُ الْحَصَادِ مَخصُوصٌ بِالزَّرعِ فَنَقُولُ : لَفظُ الْحَصدِ فِي أَصلِ اللُّغَةِ غَیرُ مَخصُوصٍ بِالزَّرعِ وَالدَّلِیلُ عَلَیهِ أَنَّ الْحَصدَ فِي اللُّغَةِ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَطعِ وَذَلِکَ یَتَنَاوَلُ الْكُلَّ وَأَیضًا الضَّمِیرُ فِي قَولِهِ : حَصَادِهِ یَجِبُ عَودُهُ إِلَى أَقرَبِ الْمَذکُورَاتِ وَذَلِکَ هُوَ الزَّیتُونُ وَالرُّمَّانُ فَوَجَبَ أَن یَکُونَ الضَّمِیرُ عَائِدًا إِلَیهِ

دلیل ثالث : فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر (صحیحن وغیره) وما بمعنی الذي هو من اَلفاظ العموم فنحمله علی عمومه إلا ماخصه الدلیل والادلیل علی استثناء الخضر والقطان والفواکه والثمار

دلیل رابع : لیس فی حب ولا ثمر صدقة حتی یبلغ خمسةاَوسق (مسلم)

لفظ حب اور ثمر قسم کے حبوب اور پھل کو عام ہے پس خضراوات وغیرہ مستثنی کرنا صحیح نہیں ہے ۔ جولوگ صرف اشیاء منصوصه (تمر/ زبیب/ حنطہ/ شعیر) میں عشر واجب مانتے ہیں ۔ (ابن عمر ابو موسی اشعری موسی بن طلحہ حسن بصری ابن سیرین شعبی حسن بن صالح ابن ابی لیلی ابن المبارک ابوعبید القاسم بن سلام سفیان ثوری امیر یمانی علامہ شوکانی) حسب ذیل احادیث و آثار سے احادیث و آیات مذکورہ کے عموم کی تخصیص کرتے ہیں :

« عَن أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذِ بنِ جَبَلٍ، حِینَ بَعَثَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْیَمَنِ یُعَلِّمَانِ النَّاسَ أَمرَ دِینِهِم « لَا تَأْخُذُوا الصَّدَقَةَ إِلَّا مِن هَذِهِ الْأَربَعَةِ، الشَّعِیرِ، وَالْحِنطَةِ وَالزَّبِیبِ وَالتَّمرِ

وقال الحاکم : اسناده صحیح

وقال الحافظ فی التلخیص 1/178 : قال البیهقی : رجاله ثقات وسنده متصل وکذا عزاه الشوکانی فی النیل والامیر لا الیمانی فی السبل وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد بعد ذکر الحدیث : رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجال الصحیح وقال العلامة القنوجی فی دلیل الطالب : طبرانی کفته رواته ثقات وهو متصل انتهی

وقال االذهبی فی التلخیص 1/401 : صحیح وقال الحافظ فی الدرایة ص 164 : هوامثل مافی الباب

میرے نزدیک یہ حدیث بچند وجوہ صحیح نہیں ہے :

وجہ اول : اس کی سند میں طلحہ بن یحیی ہیں اور وہ مختلف فیہ ہیں ۔ قال الحافظ فی الدرایة : وفی الاسناد طلحه بن یختلف فیه

وجہ ثانی : سند میں اضطراب ہے ۔ بعض تلامذہ سفیان نے اس کو مرفوعا روایت کیا ہے اور بعض نے موقوفا چنانچہ بیہقی میں ہے :

عن اَبی موسی الاشعري ومعاذ حین بعثا الی الیمن لم یأخذ الا من الحنطه والشعیر والتمر والزبیب

قال الزیلعی فی نصب الرایه 2/389 : قال الشیخ فی الامام : وهذا غیر صریح فی الرفع انتهی اور الاشجعی عن سفیان الثوری عن طلحة ابی بردة کی اس موقوف روایت کی تائید دوسری روایت سے ہوتی ہے ۔

روی البیهقی من طریق وکیع عن طلحة بن یحیی عن ابی بردة عن ابی موسی الاشعري انه لما اتی الیمن لم یاخذه الصدقة الا من الحنطة والشعیر والتمر والزبیب

معلوم ہوا کہ صرف ان چار چیزوں سے عشر لینا ان دونوں صحابیوں کا فعل تھا ۔

وجہ ثالث : ابو عبید قاسم بن سلام الہروی کتاب الاموال ص : 470 میں اس حدیث کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں :

وقد روی مثلہ عن ابی موسی الاشعری ایضا یروی ذلک عن سفیان عن طلحۃ بن یحیی عن ابی بردۃ عن ابی موسی الاشعری انتہی لیکن اس مذہب کی ترجیح کی بناء اس حدیث کو نہیں قرار دیتے بلکہ لکھتے ہیں : فکان حدیث موسی بن طلحہ (الذی یاتی) مع ہذا وان لم یکن مسند لنا اماما مع اتبعہ من الصحابۃ والتابعین اذلم نجد عن النبی ﷺ ماہو اثبت منہ واتم اسنادہ یردہ

معلوم ہوا کہ ابو موسی اشعری کی یہ حدیث اگر صحیح ہوتی جیسا کہ امام حاکم نے دعوی کیا ہے تو وہ مذہب کی بنا اس حدیث مسند صحیح کی بجائے حدیث منقطع یا مرسل پر نہ رکھتے ۔ فافہم

امام حاکم کی تساہل فی الصحیح مشہور ہے اس لئے اس حدیث کے بارے میں ان کا یہ کہنا : اسنادہ صحیح چنداں وزن دار نہیں ہے رہ گئی امام ذہبی کی تصحیح تو بظاہر اس کی بناء ان کے نزدیک رواۃ کے قابل وثوق ہونے پر ہے چنانچہ بعض اوقات ائمہ حدیث محض رواۃ کی ثقاہت کی بناء پر حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگادیتے اور یہ معلوم ہے کہ رواۃ کی ثقاہت متن کی صحت کو مستلزم نہیں ہے اور بیہقی کا یہ قول : رواتہ ثقات وسند متصل سنن کبری میں مجھ باوجود تتبع کے نہیں ملا ۔ نہ معلوم حافظ نے اور ان کی تقلید میں امیر یمانی اور شوکانی نے یہ قول کہاں سے نقل کیا ہے ! علامہ قنوجی نے دلیل الطالب میں اس قول کو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے ! اب نہ معلوم حافظ سے تسامح ہوا ہے یا علامہ قنوجی سے !! بہر کیف جس قول بھی ہو اتصال سند ثقاہت رواۃ یا رواۃ سند کا رجال صحیح سے متن کی صحت کو مستلزم نہیں ہے ۔

اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہوجائے تب بھی اشیاء اربعہ منصوصہ میں حصر کی دلیل نہیں بن سکتی کیوں کہ اس کا حصر اضافی ہے یعنی : بہ نسبت خضراوات کے ہے حصر حقیقی نہیں ہے ۔ کمال یدل علیہ حدیث موسی بن طلحہ عن معاذ (الذي اخرجہ الحاکم وفیہ : انما یکون ذلک فی التمر والحنطۃ والحبوب فاما القثاء والبطیخ الخ (وسیأتی

دلیل ثانی : عن عمرو بن عثمان عن موسی بن طلحہ قال : عندنا کتاب معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ انما اخذ الصدقۃ من الحنطۃ والشعیر والزبیب والتمر اخرجہ ابو عبید فی کتاب الاموال ص : 768 والحاکم فی المستدرک 1/401 وقال : ہذا حدیث قد احتج رواتہ ولم یخرجاہ وموسی بن طلحہ تابعی کبیر لم ینکرلہ انہ یدرک ایام معاذ انتہی واخرجہ ابن ابی شیبہ ایضا

دلیل ثالث : عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ, عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ, أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْبَعْلُ وَالسَّيْلُ الْعُشْرِ, وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ, يَكُونُ ذَلِكَ [ص : 481] فِي التَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالْحُبُوبِ», فَأَمَّا الْقِثَّاءُ وَالْبِطِّيخُ وَالرُّمَّانُ وَالْقَصَبُ وَالْخَضِرُ فَعَفْوٌ عَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : واخرجہ الدار قطنی 2/97 والطبرانی فی معجمہ والحاکم فی مستدرکہ 1/40 وقال حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ : والبیہقی فی السنن الکبری

دلیل : عن محمد بن عبید العزرمی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال : انما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزکوۃ فی ہذہ الخمسۃ : الحمنطۃ والشعیر والتمر والزبیب والذرۃ اخرجہ ابن ماجہ والدار قطنی 2/94

یہ چاروں حدیثیں ضعیف ہیں : پہلی حدیث منقطع ہے اور دوسری وتیسری ضعیف و منقطع اور چوتھی بھی ضعیف ہے ۔

قال صحاب التنقیع : وفی تصحیح الحاکم لہذا الحدیث أی حدیث اسحق بن یحیی بن طلحۃ بن عبید اللہ عن عمہ موسی بن طلحہ عن معاذ بن جبل نظر فانہ حدیث ضعیف واسحق بن یحیی ترکہ أحمد والنسائی وقال ابن معین : لایکتب حدیثہ وقال البخاری : یتکلمون فی حفظہ قال القطانی : لاشبہ لاشئی وقال ابو زرعہ : موسی بن طلحہ بن عبید اللہ عن عمر مرسل ومعاذ توفی خلافہ فروایۃ موسی بن طلحہ عنہ أولی بالارسال وقد قیل انموسی، وُلِدَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّهُ سَمَّاهُ، وَلَمْ يَثْبُتْ، وَقِيلَ : إنَّهُ صَحِبَ عُثْمَانَ مُدَّةً، وَالْمَشْهُورُ فِي ہذا ما رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ 1 عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ : عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ إنَّمَا أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالتَّمْرِ، انْتَهى وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ رحمہ اللہ فِي "الْإِمَامِ" : وَفِي الِاتِّصَالِ بَيْنَ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، وَمُعَاذٍ نَظَرٌ، فَقَدْ ذَكَرُوا أَنَّ وَفَاةَ مُوسَى سَنَةَ ثَلَاثٍ وَمِائَةٍ، وَقِيلَ : سَنَةَ أَرْبَعٍ وَمِائَةٍ، انْتَهى.

وقال الحافظ فی التلخیص : فی حدیث موسی عن معاذ ضعف وانقطاع انتہی وفی اسناد حدیث عمرو وعبد اللہ بن عمر محمد بن عبید الہ العزرمی وہو متروک وقال ابن عبد البر : لم یلق موسی معاذا ولا ادرکہ

دلیل : روی الدار قطنی عن جابر أنہ قال لم تکن المقائی فیما جاء بہ معاذ إنما أخذ الصدقۃ من البر والشعیر والتمر والزبیب الحدیث وفی سندہ عدی بن الفضل وہو متروک الحدیث

دلیل : عن خضیب عن مجاہد قال : لم تکن الصدقۃ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلا خمسۃ اشیاء الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب والذرۃ-

دلیل : عمرو بن عبید عن الحسن قال یفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ إلا عشر أشیاء الإبل والبقر والغنم والذہب والفضۃ والحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب قال : ابن عیینۃ : أراہ قال : والذرۃ فی روایۃ ذکر السلف عوض الذرۃ

دلیل : ابو بکر بن عیاش عن الأجلع عن الشعبی قال : کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی أہل الیمن : انما الصدقۃ فی الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب اخرج ہذہ الاحادیث البیہقی 4/129 وکلہا مراسیل وفی مرسل مجاہد خضیف وہو صدوق سیی الحفظ خلط باخرہ وفی مرسل الحسن عمرو بن عبید وہو متکلم فیہ علی ماقال الزیلعی فی نصب الرایۃ 1/410 وفی سند مرسل الشعبی ابو بکر بن عیاش وہو ثقۃ عابد إلا عابد إلا ان لما کبر ساء حفظہ وکتابہ صحیح

(دلیل : أحادیث عدم وجوب العشر فی الخضراوات جو کم از کم خضراوات میں عدم وجوب عشر پر دلالت کرتی ہیں لکن کلہا ضعیفۃ وقد ذکرہا الزیلعی مع بیان ضعفہا فی نصب الرایۃ 1/408 فارجع الیہ تلک عشر کاملۃ

اس پوری بحث سے معلوم ہوا کہ قائلین حصر کی پش کردہ احادیث وآثار ضعیف ہیں ۔ اس لئے حافظ زیلعی نصب الرایہ 1/408 میں لکھتے ہیں :

واما احادیث انما تجب الزکوۃ فی خمسہ کلہا خمسۃ کلہا مدخولہ وفی متنہا اضطراب انتہی

پس ان ضعیف احادیث وآثار سے کتاب اللہ کے عموم واطلاق کی تخصیص وتقیید کیوں کر درست ہوگی !! ہاں اگر یہ احادیث صحیح ہوتین (اگر چہ وہ آحاد ہیں اور متواتر و مشہور نہیں ہیں) تو بلا شبہ ان سے تخصیص درست ہوجاتی جس طرح خمسہ اوسق والی حدیث عمومات آیات واحادیث کی مخصص قرار دی گئی ہے ۔ پس میرے نزدیک علامہ شوکانی کا اس تخصیص کے جواز کے متعلق تائیدی کلام ناقابل التفات ہے ۔

وکذا لایخفی لتخصیص ذلک العموم ماذکرہ ابو الولید فی المنتقی وابن حزم فی المحلی ہذا ما عندی واللہ اعلم

وذہب ابن حزم الی وجوب الزکوۃ فی الحنطۃ والشعیر والمتر فقط واستثنی الزبیب وأجاب عن الاحادیث التی تدل علی وجوب الزکوۃ فی أربعۃ اشیاء (الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب) بحیث یضعف بہ استدلال من حصر الزکوۃ فی تلک الأربعۃ ثم تکلف لاثبات مذہبہ لم یات بدلیل قوی علیہ ان شئت الوقوف علیہ فارجع الی المحلی

اور جوائمہ عشر کو اشیاء اربعہ میں حصر نہیں کرتے بلکہ خضراوات کو مستثنیٰ کر کے مدخر و مقتات پیداوار میں مانتے ہیں کما ذھب الیہ مالک واالشافعی یا مدخر مکیل میں مانتے ہیں اگرچہ قوت نہ ہو کما ذہب الیہ احمد ان کے پاس ان مذہب پر کوئی صریح نص موجود نہیں ہے ۔ کما یظہر من کلام ابن رشد فی البدایہ و کلام الموفق فی المغنی 2/3521 وکلام ابی عبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال صرف اشارات اور تمثیلات و استنباطات اور استدلالات پر ان کی بنا ہے ۔

وہذا کما تری فلا علینا لو ترکنا ذکر استدلاتہم ثم الرد علیہم وقد کفانا ابن حزم فی الرد علیہم فارجع الی الحلی

دوسرا امر : یہ کہ گنے میں وجوب عشر کے لئے نصاب معتبر ہے یا نہیں ؟ یعنی قلیل وکثیر میں مطلقا عشر فرض ہے یا معین مقدار میں ؟

سو اس کے متعلق واضح ہو کہ جن علماء کے نزدیک زمین کی پیداوار میں فی الجملہ نصاب محلوز ہے ۔ ان کے کئی گروہ ہیں :

ایک گروہ صرف اشیاء اربعہ منصوصہ میں نصاب معتبر ماتنا ہے ۔ باقی چیزوں میں نہیں ۔ علامہ شوکانی کہتے ہیں :

(وحکی عیاض عن داود اَن کل مایدخلہ الکیل یراعی فیہ النصاب ومالا یدخل فیہ الکیل ففی قلیہ وکثیرہ الزکاۃ قال الشوکانی ہو نوع من ا ا لجمع انتہی (نیل اولاطار 4/29

وقال ابن حزم : وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَجُمْهُورُ أَصْحَابِنَا : الزَّكَاةُ فِي كُلِّ مَا أَنْبَتَتْ الْأَرْضُ، وَفِي كُلِّ ثَمَرَةٍ، وَفِي الْحَشِيشِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، لَا تُحَاشِ شَيْئًا.

قَالُوا : فَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ يَحْتَمِلُ الْكَيْلَ لَمْ تَجِبْ فِيهِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ الصِّنْفُ الْوَاحِدُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا، وَمَا كَانَ لَا يَحْتَمِلُ فَفِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الزَّكَاةُ

تیسرا گروہ باوجود تعمیم وجوب (فی کل ماینبتہ آدمی) ہر چیز میں نصاب کی رعایت ضروری سمجھتا ہے ۔ میرے نزدیک اسی گروہ کا قول راجح ہے ۔

وسق کے ساتھ نصاب کے تعیین مکیلات کے ساتھ نصاب کی رعایت کو مخصوص نہیں کرتی عام طور پر حجاز و یمن میں عشرے چیزیں مکیلات میں سے تھیں اس لئے وسق کے ساتھ نصاب کی تحدید کی گئی و نیز ان اشیاء میں کیل کے ساتھ لین دین اور خرید و فروخت کا عرف و دستور تھا اس لئے کیل کا لحاظ کیا گیا ۔ اب یہی اشیاء اکثر جگہ وزن کر کے خریدی اور فروخت کی جاتی ہیں اور موزونات میں شمار کی جاتی ہیں لیکن بایں کہ ان میں نصاب کا لحاظ ضرور کیا جاتا ہے ۔ اسی طرح تمام عشری پیداوار میں نصاب معتبر ہوگا ۔ احادیث ذیل تمام مزروعات میں اعتبار پر دلیل ہیں ۔

دلائل مذہب راجح :

روي الدارقطني عن محمد بن مسلم الطائفی عن عمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ وابی سعید الخدری قالا : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لاصدقہ فی الزرع والافی الکرم ولافی النخل الااذا بلغ خمسۃ اوسق سنن : 1
الدارقطنی 2/94 واخرجہ البیہقی ایضا 4/128)

وروی ایضا 2/98 عن یزید بن سنان عن زید بن ابی انیبہ عن ابی الزبیر عن جابر قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : لازکوۃ فی شئی من الحرث حتی یبلغ خمسہ اوساق الحدیث ویزید بن سنان ضعفہ ابن معین واحمد : 2
وابن المدینی وقال البخاری : مقارب الحدیث

وروي ایضا عن ابی سعید الخدری مرفوعا : لا توخذ الصدقۃ من الحرث حتی یبلغ حصادہ خمسۃ اوسق : 3

وعند مسلم فی روایۃ : لیس فیما دون خمسہ اوساق من ثمر ولاحب صدقہ : 4

پس گنے میں نصاب معتبر ہوگا اور جب تک کہ اس کی پیداوار نصاب کے برابر نہ ہو عشر یا نصف عشر لازم نہ ہوگا ۔

تیسرا امر : یہ کہ گنے میں کس لحاظ اور اعتبار سے نصاب معتبر ہے ؟ سو معلوم ہو کہ میرے نزدیک نصاب گر یا راب کے اعتبار سے معین کیا جانا راجح ہے ۔

1۔ نفس گنے میں وزن کے اعتبار سے نصاب کا لحاظ کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ : کسی کے ہاں بائیس من انگریزی من سے گنا پیدا ہوا تو اس پر عشر یا نصف فرض ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں فقراء و مساکین و دیگر اصحاب مصارف کی رعایت تو ہوگی لیکن رب المال پر تغلیظ اور تشدید ہوگی جس کی کوئی نظیر شریعت میں نہیں ملتی ۔

2۔ اس میں شک نہیں کہ راب پیمانہ سے خرید و فروخت کیا جاسکتا ہے بلکہ بعض مقامات میں ناپ کر خریدا اور بیچا جاتا ہے اس طرح وہ مکیلات سے ہوجاتا ہے پس راب کے ذریعہ نصاب بنانے میں لوگوں کے قول رعایت ہوجاتی ہے جو عشر مکیلات میں مانتے ہیں ۔

3۔ و نیز حدیث کے لفظ : خمیۃ اوسق کر رعایت بھی ہوتی ہے جو مکیلات کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔

4۔ گنا بظاہر رطب و عنب کی طرح ہے یعنی : رطب و عنب جس طرح قابل انتفاع ہیں اور ان کی بیع و شراء ہوتی ہے اسی طرح گنا بھی قابل انتفاع ہے اور اس کی بیع و شراء ہوتی ہے ۔ بایں ہمہ نصاب میں تمر اور زبیب کا لحاظ ہوتا ہے یعنی : نصاب میں ان کی حالت کی رعایت کی جائے گی جب وہ قابل ادخار اور لائق انتفاع بمنفعت و مقصود ہوجاتے ہیں اور جب تک تمر یا زبیب پانچ وسق نہ ہو زکوۃ واجب نہیں ہوتتی ۔ اس طرح گنا میں تعیین نصاب کے لئے اس کی قیمت کی کیفیت کا لحاظ کرنا مناسب ہے جب وہ قابل انتفاع بمنفعت مقصود ہوجائے اور وہ بدرجہ ادنی گڑ یا راب یا بدرجہ اعلی شکر ہے ۔

مااخرجنا من الارض رطب ہے تمریۃ اور زبیبۃ بعد طاری ہوتی ہے اس طرح مااخرجنا من الارض گنا ہے اور قندیت و سکریت بعد حادث ہوتی ہے نام اور شکل کا فرق موثر نہیں ہوگا ۔

میرے نزدیک دھان میں اس کا عشر واجب ہوگا جب کسی کے یہاں اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کی قلیل مقدار بقدر پانچ وسق کے ہو یعنی : اگر دھان پانچ وسق سے کم پیدا ہوا ہے تو عشر لازم نہیں ہوگا اور شارع نے کچے غلہ

اوردانے میں نصاب کا اعتبار کیا ہے۔ اس لئے پکے ہوئے بھارت یا پسے ہوئے چنے میں نصاب رعایت کرنے کا اعتراض لغو اور مبنی بر عناد ہے۔

(میرے نزدیک انار وغیرہ تمام فواکہ میں رعایت نصاب عشر لازم ہے کما حققتہ کھر میں زکوۃ نہیں ہے کہ کلو من ثمرہ وآتو حقہ یوم حصادہ کے تحت میں نہیں آتا۔ ونیز ارشاد ہے: الناس شرکاء فی الثلاث (الحدیث

حاصل کلام یہ ہے کہ گنے میں نصاب کی نوعیت کی تعیین اجتہادی امر ہے۔ میرے نزدیک ارجح یہ ہے کہ گڑیا راب میں نصاب کا لحاظ کیا جائے اور اگر معترض کے نزدیک نفس گنے میں وزن کے لحاظ سے نصاب کا اعتبار اولی ہے تو معترض کو اختیار ہے کہ اجتہاد کے موافق فتوی دے۔ گنے میں عشر واجب تسلم کرلینے کے بعد نصاب کی تعیین کا مسئلہ زیادہ اہم نہیں رہ جاتا۔ گنے میں نصاب کی نوعیت معین کرنے میں اشیاء منصوصہ اربعہ میں کسی منصوص کی قیمت کا لحاز کرنا مرجوح ہے کہ قیمتیں گھٹتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں جہاں جو کنٹرول اور راشن نہیں ہے۔ جو گیہوں سے گراں تر فروخت ہوتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 84

محدث فتویٰ